ڈاکٹر عبدالرحیم ۔اے۔مُلا
HOD of Urdu, MGVC Arts. Com & Science College, Vijaypur,
Karnataka

مولانا ابوالکلام آزاد کا تصورِ تعلیم وسیکولر خیالات

Abstract

When we mention India's freedom struggle, the name of Maulana Abul Kalam Azad, who was the first education minister of independent India, comes to the fore especially among Muslim leaders. He was blessed by Allah with many qualities and attributs. While he was a great essayist, great speaker, unparalleled journalist and an excellent commentator, he was also a visionary politician. If we observe the present situation of the country and the Muslim leadership today, we find that after Maulana Azad, the Muslims of India have not got a single visionary leader like him.

If we ponder on the secular ideas of Moulana Azad, it becomes evident that Moulana Azad is one of those political leaders of India who was blessed with this quality among very few political leaders. It was Moulana Azad's concern for Hindu-Muslim unity and his humanitarian spirit that he met Mahatma Gandhi and joined the freedom movement. He was elected as the President of the Indian National Congress and later played a very important role in the independence of India. He was also the first education minister of Independent India.

جب ہم ہندوستان کی جدوجہد آزادی کا ذکر کرتے ہیں تو خاص طور پر مسلم رہنماؤں میں

سر فہرست مولانا ابوالکلام آزاد کا نام آتا ہے جو آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم تھے۔ انہیں اللہ نے بیک وقت بہت ساری خوبیوں و اوصاف سے نوازا تھا۔ جہاں وہ ایک بڑے انشا پرداز، جادو بیان خطیب، بے مثال صحافی اور ایک بہترین مفسر تھے، وہیں وہ ایک دور اندیش سیاستدان بھی تھے۔ اگر ہم آج ملک کی موجودہ صورتحال اور مسلم قیادت کا مشاہدہ کریں، تو میرے خیال میں مولانا آزاد کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کو ان جیسا ایک بھی دور اندیش لیڈر نہیں ملا۔

مولانا آزاد کے تصورات تعلیم: آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا آزاد کی قیادت میں جو تعلیمی پروگرام وضع کیے ان کا ذکر ضروری ہے لیکن مولانا نے جس خوبصورتی کے ساتھ اپنی فکر کا نقش تعلیم و تربیت کے ہر پہلو پر ثبت کیا، اس کا اندازہ محض تعلیمی رپورٹوں اور اعداد و شمار کو دیکھ کر نہیں ہوسکتا ہے۔ اس نازک دور میں ان کی رہنمائی نصیب نہ ہوتی تو ہماری تعلیم اور کلچر کا تصور کس قدر مسخ اور مختلف ہوتا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مولانا آزاد اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ کسی فرد کو حقیقت و واقفیت کا آئینہ دار وہ نظامِ تعلیم ہے دینا ضروری ہے جس کے سانچے میں اس کے عادات و خصائل ڈھلتے ہیں۔ مولانا آزاد ایک نیک، صالح، دیانت دار اور دین دار شخصیت کے حامل تھے۔ آپ مصلح قوم، مدبر و مفکر تھے جو مسلسل قوم کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کرتے رہتے تھے۔ ان کے تعلیمی تصور میں مذہب، سائنس، ادب، فلسفہ اور سائنس و ٹیکنالوجی سب کے لیے جگہ تھی۔ مولانا آزاد کا ارادہ تھا کہ معاشرہ میں رہنے والے افراد کی تعمیر نیک و صالح سیرت پر کی جائے۔ مولانا مذہبی تعلیم کے ساتھ ایسی تعلیم کے قائل تھے جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو۔ سرسید کی طرح مولانا آزاد بھی ہندوستانی عوام کو جدوجہد اور ترقی کا مشورہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسی خواب کی تکمیل میں صرف کر دیا کہ کس طرح ہندوستانی عوام کی تعمیر و اصلاح کی جائے۔ انہوں نے قوم کو تعلیم کے حصول کی طرف مائل کیا۔ ان کا ماننا تھا کہ جب تک ہماری قوم تعلیم سے روشناس نہیں ہوگی تب تک زمانے کے قدم سے قدم ملا کر چلنے کی اہل نہ ہوسکے گی۔ انہوں نے خاص طور پر مسلم معاشرہ میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لیے اہم رول ادا کیا۔ جہاں تک تعلیم نسواں کی بات ہے تو آپ اس پر بہت زور دیا کرتے تھے کہ حدود میں رہتے ہوئے خواتین کے لیے بھی یکساں طور پر تعلیم کا نظم ہونا چاہئے اور انہیں بہتر سے بہتر تعلیم سے آراستہ کرنا چاہئے اور تاریکی و جہالت سے باہر لانا چاہیے۔ بالخصوص وہ پیشہ ورانہ پر خوب زور دیا کرتے تھے۔ یہی

وجہ ہے کہ آپ نے مختلف تعلیمی وتحقیقی مراکز قائم کیے جو آج بھی ملک میں موجود ہیں۔اس طرح آپ اپنی قوم کو تعلیم کے ہر شعبے میں آگے بڑھانے کی کوشش میں لگے رہے۔آپ نے ترقی وزوال کے تمام پہلوؤں پر غور وفکر کرنے کے بعد کہا تھا کہ ہر حال میں سب سے ضروری کام عوام کی تعلیم ہے۔مولانا آزاد نے قومی ترقی میں تعلیم کے کردار کو فوقیت دی اور سائنس وٹکنالوجی کے شعبے کو فروغ دیا۔اگست 1951 میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی IIT کھڑگپور کے افتتاح کے موقع پر انہوں نے کہا کہ ”وزیر تعلیم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد کیے گئے میرے اولین فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ تھا کہ ملک میں اعلیٰ تکنیکی تعلیم کی سہولیات کو اس طرح فروغ دیں کہ ہم اپنی زیادہ تر ضروریات خود ہی پورا کرسکیں۔ ہمارے نوجوان کی ایک بڑی تعداد جو اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے غیر ممالک کا سفر کرتی ہے، اسے ملک میں ہی اس طرح کی تربیت ملنی چاہیے بلکہ میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ ایک ایسا وقت آئے کہ جب ہندوستان میں تکنیکی تعلیم کی سہولیات اس معیار کی میسر ہوں کہ غیر ممالک کے افراد اعلیٰ سائنس اور تکنیکی تعلیم کے لیے ہندوستانی آئیں۔“ اسی طرح 20 فروری 1949 میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے مولانا آزاد نے ملک کی مرکزی حکومت کے قومی تعلیمی نظام کا نقشہ کھینچا۔جنوری 1949 میں تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ کی میٹنگ میں انہوں نے کہا کہ قومی حکومت کا اولین اور سب سے اہم ہدف یہ ہے کہ سب کے لیے مفت اور لازمی بنیادی تعلیم کی گنجائش پیدا کریں، ساتھ ہی سائنسی تحقیقات کے اعلیٰ ادارے قائم کریں۔

مولانا آزاد سیکولر روایات کے معمار: برصغیر میں ہندوستان ایک واحد ایسا ملک ہے جس میں مختلف قومیں ونسلیں دنیا کے دور دراز علاقوں سے چل کر سرزمین ہند پہنچی۔یہ صرف اس لیے نہیں ہے کہ یہاں کی زمین زرخیز تھی اور یہاں کی ندیوں میں روانی تھی بلکہ یہاں کی بھائی چارگی اور رواداری نے انہیں اپنا گرویدہ بنالیا اور وہ ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہوکر رہ گئے۔زمانہ قدیم سے یہاں مختلف اقوام آتی رہیں اور آخر میں مسلمان یہاں پہنچے۔اس طرح سے یہاں کی قدیم آبادی اور مسلمانوں کی تہذیبوں کا سنگم ہوا جس سے ایک مشترکہ تہذیب کا جنم ہوا جسے ہم گنگا جمنی تہذیب کہتے ہیں۔یہ ملاپ ایک تاریخی ملاپ تھا اور یہاں سے ہندوستان ایک نئی منزل کی طرف گامزن ہوگیا۔ہمارے ہزار سال سے زائد ہندو مسلم امتزاج سے ایک مشترکہ تاریخ (Common History) بنی ہے۔مولانا آزاد

ہندوستان کے ان سیاسی قائدین میں سے ایک ہیں جو ہندو مسلم اتحاد کی فکر اور تائید کرتے تھے۔ وہ ایک طویل مدت تک انڈین نیشنل کانگریس کے صدر بھی رہے۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ آج اگر آسمان سے کوئی فرشتہ قطب مینار پر اُترے اور کہے کے لیجیے ہندوستان آزاد ہو جائے گا مگر ہندو مسلمان کا اتحاد نہیں رہے گا، تو میں ایسی آزادی کو ٹھکرا دوں گا اور کہوں گا کہ آزادی کی منزل ہم سے چاہے جتنی دور چلی جائے مجھے کوئی غم نہیں، مجھے اس ملک میں کسی بھی صورت میں ہندو مسلم اتحاد پر کوئی آنچ نہیں چاہیے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی تہذیب اور مذہبی افکار پر ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی تہذیبوں اور مذاہب پر میرا یقین ہے۔ مولانا آزاد وہ واحد ایسے ہندوستانی رہنما ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک تقسیم ہند کی مخالفت کی۔ جب پاکستان بنانے کا مطالبہ شدت اختیار کرتا گیا اور انگریزوں نے ملک کو تقسیم کرنے کا منصوبہ پیش کیا تو مولانا آزاد کے لیے بڑے اطمینان کی بات یہ تھی کہ مہاتما گاندھی جی تقسیم ملک کے خلاف ان کے ساتھ تھے لیکن جب ملک بھر میں خون خرابہ بڑھنے لگا تو گاندھی جی نے تقسیم ملک کی حامی بھر لی۔ گاندھی جی نے تقسیم کے المیہ کو ٹالنے کے لیے ایک تجویز پیش کی تھی جسے کانگریس نے نہیں مانا۔ جنگ آزادی کی کامیابی تقسم وطن المیہ کی وجہ سے ناکامی میں بدل کر رہ گئی۔ مجھے مولانا آزاد کی وہ تقریر یاد آ رہی ہے جو انہوں نے ملک کی تقسیم کے وقت دہلی سے پاکستان کا رخ کر رہے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے دہلی کی جامعہ مسجد کے ممبر سے کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا تم اپنے اسلاف کی نشانیاں، اپنی وراثت، اپنی جائیدادادیں چھوڑ کر ایک انجانے ملک میں جا رہے ہو۔ یہ سب کس کے حوالے کر رہے ہو؟ تم جہاں جا رہے ہو وہ تمہاری منزل نہیں ہو سکتی۔ اس علاقے میں بھی بہت سی علاحدگی پسند تحریکیں چل رہی ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ ایک دن اس کے مزید ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پھر تم کہاں جاؤ گے؟ بہتر ہے ابھی فیصلہ کر لو یہیں رہنے کا، یہ ملک تمہارا اپنا ملک ہے۔ اس کو سجانے، سنوارنے، بنانے اور بچانے کے لیے تمہارے اسلاف نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ کیا تم ان کی قربانیوں کو یوں ہی رائیگاں کر دو گے۔ مولانا کی اس تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ بیشتر خاندانوں نے ہجرت کا فیصلہ بدل دیا۔ مولانا کی قربانیاں اور خدمات اس قدر وسیع ہیں کہ ایک مقررہ وقت میں ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ بعدازاں ملک میں کئی مسلمان یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مولانا آزاد 22 فروری 1958 کو دہلی میں انتقال کر گئے۔ عرصہ کے بعد مرکزی حکومت نے 1992 میں ملک کا سب سے بڑا اعزاز بھارت

رتن سے ان کو باداز مرگ نوازا اور 2008 میں ان کی یوم ِ پیدائش کو یوم ِتعلیم کے طور منانے کا فیصلہ کیا۔

☆☆☆

حواشی:

۱۔غبار خاطر

۲۔انڈیا ونس فریڈم۔ریاض الرحمٰن شیروانی

۳۔ابوالکلام آزاد کے تعلیمی تصورات۔۔محمد عبدالرزاق فاروقی

۴۔مولانا آزاد احسانات وخدمات۔۔حامد اکمل

۵۔مولانا آزاد کی شخصیت۔۔عباس دھالیوال۔

۶۔متحدہ قومی ہماری روایت۔۔ڈاکٹر ریاض فاروقی۔